ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ
انوارِ لاثانی
۱۳۶۴ھ
مصنفہٗ صوفی
محمد رفیق
ناشر
صاحبزادہ سید علی حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف

اللہ اکبر

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

یہ نصیحت ہے۔ نصیحت حاصل کرنیوالوں کیلئے۔

# انوارِ لاثانی

سنہ ۱۳۶۴ھ

رمضان المبارک

یعنی سوانح حیات محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی عارفِ حقانی مقبولِ بارگاہِ رحمانی حضرت قبلہ حاجی پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی۔ قادری۔ مجددی۔ علی پوری۔

محلہ مغلی۔ ضلع سیالکوٹ

مصنفہ ومولفہ

خادم الفقراء محمد رفیق ابن محمد اسماعیل کھوکھر

کوٹلی لوہاراں شرقی (سیالکوٹ)

مطبوعہ حجازی پرنٹنگ پریس لاہور

حجازی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل پرنٹر چھپوا کر سید علی حسین شاہ صاحب نے علی پور شریف ضلع سیالکوٹ سے شائع کیا۔

روضۂ اقدس حضرت قبلۂ عالم شاہ لاثانی نور اللہ مرقدہٗ

# نذر
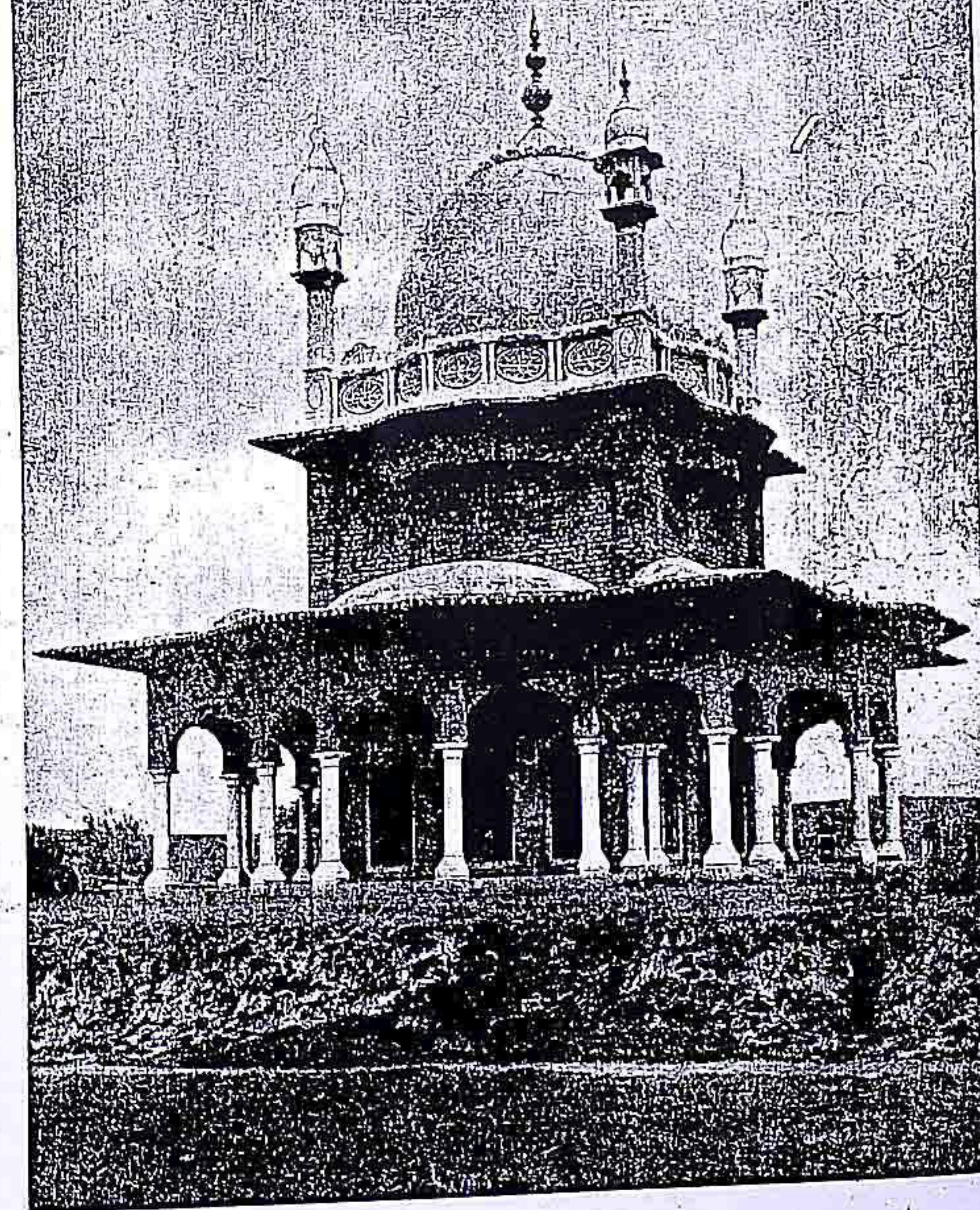
ایک فقیرِ بے نوا حسنِ عقیدت کے سدا بہار پھول

(یعنی اپنی ناچیز تالیف) جگر گوشۂ رسولِ مقبول حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سیدۃ النساء خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہِ اقدس

میں نہایت ادب و احترام سے پیش کرتا ہے۔

محمد رفیق عفی عنہ

انتساب

آپ رات کے پہلے حصّہ میں کچھ آرام فرما لیتے تھے۔ مگر قلبِ اطہر جو مہبطِ انوار و اسرار تھا ذاکر ہی رہتا۔ چارپائی کو سرہانے کی طرف سے اونچا کروا لیتے۔ حضرت صاحبزادہ سیّد علی حسین شاہ مدظلہٗ کا بیان ہے۔ کہ کئی دفعہ آپ رات کو چھاتہ لگا کر پھرتے اور سخت سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے غسل فرماتے۔ اللہ جانے اس میں کیا اسرار تھے میں نے آپ کے مقرب سائیں مہر شاہ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ حضور قبلہ عالم کے معمولات سے کچھ بیان کریں فرمایا۔ کہ نہ رات کو سوتے تھے اور نہ سونے دیتے تھے۔ تہجد کی نماز کے لئے اُٹھتے تو سب عزیزوں کو جگا لیتے۔ تہجّد کی نماز کبھی بارہ رکعت اور کبھی آٹھ رکعت اور کبھی چھ رکعت ادا فرماتے۔ اور اوسط درجہ آٹھ رکعت کو فرماتے۔ مگر عزیزوں کو چھ رکعت ہی کی تلقین فرماتے۔ تہجد کے بعد اوّل و آخر درود شریف پڑھ کر گیارہ بار سورۂ مزمّل شریف بتکرار پڑھتے اور پھر سورت یٰسین تلاوت فرماتے۔ درود شریف تاج نہایت سوز و گداز سے پڑھتے۔ علاوہ ازیں کلمہ شریف اور استغفار کا ورد کثرت سے فرماتے۔ اکثر تہجد ہی کے وقت یاروں کو داخلِ طریق کرتے۔ مگر سلسلہ کی تعلیم کے متعلق کسی دربار پر حاضر خلیفہ کو ارشاد فرماتے کہ وہ مفصّل سمجھا دے۔ بعد از فراغت وظائف وغیرہ نہایت سوز و گداز کے ساتھ مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ؎

پادشاہا جُرم مارا درگزار
ماگنہ گاریم تو آمرزگار
تو نیکو کاری و ما بد کردہ ایم
جُرم بے انداز مابد کردہ ایم (یہاں لفظ بے حد ہے مگر آپ ما بد کردہ ایم پڑھتے تھے)

بر در آمد بندۂ بگریختہ — آبروئے خود بہ عصیاں ریختہ



مغفرت دارم اُمید از لُطفِ تو — زانکہ خود فرمودۂ لاتقنطوا

---

در کوئے نیک نامی مارا گزر ندادند
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

اور یہ بھی پڑھا کرتے تھے ؎

غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جُز تو حبیبم
مرض دارم ز عصیاں لادوائے
مگر الطاف تو گردد طبیبم
بر ایں نازم کہ ہستم اُمّتِ تو
گنہ گارم و لیکن خوش نصیبم

ہر چہ در کائنات مے بینم — ہمہ را نور ذات مے بینم
من کہ در ذاتِ تو شدم فانی
کے بسوئے صفات مے بینم

خاصانِ خدا کے لئے رات نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ یہ مُبارک ہستیاں رات کی تاریکیوں میں نورِ مطلق کی جستجو کر لیتی ہیں۔ اور اسرار و معارف الٰہیہ سے دامن مراد بھر لیتی ہیں۔ تہجد کے متعلق تو آپ بہت ہی تاکید فرمایا کرتے۔ مولوی فضل الٰہی صاحب سے آپ نے ایک دفعہ یہ شعر لکھوائے ؎

جو فرمادے تجھ کو پیر — اس پر چلے تو ہو فقیر
آدھی رات اُٹھ بیٹھے سالک — چار کوٹ کا ہووے مالک
پڑھے تہجد نال نیاز ے — دِل حاضر اور نال گذارے